٭٭٭ تقریر ٭٭٭

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

بدظنی کھا گئی ہے سبھی رشتوں کو

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (الحجرات 13)

کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسّس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ گمان مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

معزز سامعین! آج مجھے آپ سے بدظنی کے حوالے سے گفتگو کرنی ہے اور عنوان مَیں نے اپنے ایک برخوردار مکرم حافظ عبدالحئی صاحب کے منظوم کلام سے ایک مصرع کو لیا ہے۔ مکمل نظم یوں ہے۔

جو بندوں سے خدا کے بدگماں رہے گا
خوشی کبھی نہ پائے، پشیماں رہے گا
دھو دے دل کو تُو سب اندیشوں سے
ورنہ دل میں غمِ بیکراں رہے گا
بدظنی کھا گئی ہے سبھی رشتوں کو
نہ زمین ہو گی تیری، نہ آسمان رہے گا
حسنِ ظن سے بھرے گا دل میں خوشی
اور تجھ پر خدا مہربان رہے گا
رہنے دے راز کو، جستجو نہ کر
ملے گی قربت، خدا رازداں رہے گا
عرشِ بریں سے برسیں گے نور تجھ پر
تیرا دشمن خائب و بے نشان رہے گا

سامعین! بدگمانی، بدظنی اخلاقِ سیئہ میں سے ایسا بد خُلق ہے۔ جو اور بہت سے بداخلاق اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ انسان اگر بدظنی کرے تو جھوٹ Involve ہو گا۔ خیانت، غیبت، چغلی، عیب جوئی اور بخل جیسے بہت سے بداخلاق ایک بدظنی سے جمع ہو جاتے ہیں۔ مَیں نے ابھی جو آیت تقریر کے آغاز میں تلاوت کی ہے اُس میں اس

مضمون کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو مخاطب ہو کر بدظنی کرنے سے منع فرمایا اور ساتھ ہی لَا تَجَسَّسُوْا کہ تجسّس یعنی کسی کی ٹوہ میں نہ لگے رہو اور لَا یَغْتَبْ کہ اے مومنو! غیبت نہ کیا کرو۔ یہ اوپر بیان شدہ تینوں باتیں یعنی بدظنی، تجسّس اور غیبت اپنے بھائی کا مُردہ گوشت کھانے کے مترادف ہے اور ساتھ ہی مومنوں کو نصیحت کرتے ہوئے سمجھادیا کہ جس طرح تم مُردار سے نفرت کرتے ہو ویسے ہی ان بیماریوں اور گناہوں سے نفرت کرو۔

سامعین! سورۃ الحجرات آیت 13 کی مزید تشریح قرآن کریم کے مفسر اول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک فرمان سے بھی ملتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سب سے جھوٹی بات ہے، نہ تجسّس کرو، نہ حسد کرو، نہ بغض رکھو، نہ ایک دوسرے سے روٹھو اور اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر بھائی بھائی بن کر رہو۔

(صحیح بخاری حدیث 6064)

اب دیکھیں! بدظنی اور بدگمانی کو جھوٹ بات کہہ کر بدظنی میں جھوٹ ملوث ہوا اور ساتھ ہی تجسّس، حسد، بغض اور ایک دوسرے سے ناراضگی کو بدظنی کے ساتھ باندھ کر ان سے بھی بچنے کی تاکید فرمائی۔ شکوہ شکایت بھی بدظنی ہے۔

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عِقاب خدائے جہان سے

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اوپر بیان شدہ مضمون کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

"بدظنی صدق (سچائی) کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لیے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمالات حاصل کرنے کے لیے دعائیں کرو۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 247)

پھر فرمایا:

"بدظنی بہت بُری چیز ہے۔ انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 375)

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بدظنی کے بارے ارشادات کی طرف واپس لوٹتے ہوئے آپ حاضرین کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک ارشاد رکھنے جارہا ہوں۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الظَّنَّ وَالتَّجَسُّسَ

(مسند احمد حدیث 9820)

کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر بدگمانی اور تجسّس بھی حرام کر دیا ہے۔ اسی مضمون کو آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بھی بیان فرمایا کہ بدگمانی تم پر حرام ہے اور گفتگو میں زیادہ قیل و قال یعنی یہ کہا وہ کہا کو اللہ تبارک و تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔

(مسلم حدیث 2563)

سامعین! بدظنی کی قبیح عادت انسان کو اس حد تک لے جاتی ہے کہ وہ اپنے اُس خالق پر بھی بدظنی کرنے لگ جاتا ہے جس کی صفات کا پَرتَو بننے کے لیے اُسے ترغیب دی جاتی ہے اور یہ بنیادی سبق شکرِ الٰہی پر منتج ہوتا ہے کہ ہر انسان اپنے رب کی عنایات میں ڈوبا پڑا ہے اُسے ہر لحہ، ہر گھڑی اپنے رب کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ لیکن ذرا سی مشکل گھڑی آتی ہے تو وہ اپنے خدا پر بھی بدگمان ہونے لگتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ (حدیث قدسی ہے) کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ

(بخاری حدیث 7405)

کہ اللہ فرماتا ہے مَیں اپنے بندے سے اُس کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں اور مَیں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی سے بچتے ہوئے دعاؤں کی قبولیت اور اس کے فلسفہ کا مضمون بیان ہوا ہے۔ کسی چیز کو ایسی عزت نہ دی جائے اور نہ اُس سے محبت کی جائے جو خدا کی شایان شان ہو۔ حتّٰی کہ شرکِ خفی بھی نہ کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس لطیف انداز میں فرماتے ہیں کہ

ہر چہ غیرے خدا بخاطر تست
آن بت تست اے بایمان سست
پُر حذر باش زین بتانِ نہان
دامن دل زدست شانِ برہان

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 127-128)

کہ ہر وہ چیز جو تیرے دل میں خدا کے مقابل پر جانگزیں ہے وہ تیرا بُت ہے۔ اے سست ایمان والے شخص! تجھے چاہیے کہ اِن مخفی بتوں کی طرف سے ہوشیار رہ اور اپنے دل کے دامن کو اِن بتوں سے بچا کر رکھ۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کو سات تباہ کرنے والی چیزوں سے اجتناب برتنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ان میں ساتویں بات آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (بخاری کتاب الحدود) کہ بے گناہ مومن عورتوں پر بہتان باندھنے کو قرار دیا ہے۔

حضرات! بدظنی اور بدگمانی کا مترادف حُسنِ ظن ہے اس کو اسلامی تعلیم میں سراہا گیا ہے اس کا ذکر اگر مَیں اپنی تقریر میں شامل نہ کروں تو بدظنی کا مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 774)

اِس کا ترجمہ یہ ہے۔ حسن ظن ایک حسین اور خوبصورت عبادت ہے گویا بدظنی کے مقابل حُسنِ ظن کی عادت کو نہ صرف عبادت قرار دیا بلکہ حسین اور خوبصورت عبادت قرار دیا گیا ہے۔ عبادت میں حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد دونوں آجاتے ہیں اور حقوقُ اللہ میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ سبھی شامل ہیں۔ گویا حُسنِ ظن سے کام لے کر کتنی عبادتوں کو انسان کرلیتا ہے۔

حُسنِ ظن سے بھرلے گا دل میں خوشی
اور تجھ پہ خدا مہربان رہے گا

اِسی طرح حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ایمان افروز واقعہ سنایا کہ آپ علیہ السلام نے ایک مرتبہ کسی کو چوری کرتے دیکھا تو اُسے کہا کہ تم چوری کرتے ہو تو اُس شخص نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ مَیں نے تو چوری نہیں کی۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ مَیں تمہاری قسم پر اعتبار کرتا ہوں اور اپنے رب کو جھٹلاتا ہوں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ مَیں اپنی آنکھوں کو جھٹلاتا ہوں۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسی)

شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما
شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائش رب غفور ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ مومنوں میں محبت، پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنا چاہتا ہے اور یہ حسنِ ظن سے پیدا ہوتا ہے۔ پس فرمایا کہ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی گناہ کی طرف لے جاتی ہے ،جو نہ صرف انسان کی اپنی ذات کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جو معاشرے کے امن کو بھی برباد کر دیتا ہے۔ دلوں میں دُوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے اِسے بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ ایک ایسا گناہ جو انسان بعض اوقات اپنی انا کی تسکین کے لیے کر رہا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تجسّس نہ کرو، تجسّس بھی بعض اوقات بدظنی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور جب انسان کسی کے بارے میں تجسّس کر رہا ہوتا ہے اس کے بعد بھی جب پوری معلومات نہیں ملتیں تو جو معلومات ملتی ہیں انہی کو بنیاد بنا کر پھر بدظنیاں اور بڑھ جاتی ہیں اور بدظنی میں بعض اوقات انسان اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کی حالت دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے بھی ہیں خدمت کرنے والے بھی ہیں اور ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو جاہل اُجڈ عورتیں بھی نہیں کرتی ہوں گی۔ چھوٹے چھوٹے شکوؤں کو اتنا زیادہ اپنے اوپر سوار کر لیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری زندگی میں اس سے بڑی بات ہی کوئی نہیں ہے اور اس سے نہ صرف اپنے کاموں میں حرج کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسی سوچوں کے ساتھ اپنی زندگی بھی اجیرن کر رہے ہوتے ہیں بلکہ اِدھر اُدھر باتیں کر کے جس کے خلاف شکوہ ہوتا ہے اُس کی زندگی بھی اجیرن کر رہے ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ایسے معاملات میرے پاس بھی آجاتے ہیں اور جب تحقیق کرو تو کچھ بھی نہیں نکلتا۔ بڑی معمولی سی بات ہوتی ہے۔ پھر بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا شکایت کرنے والے کے ساتھ براہ راست معاملہ بھی نہیں ہوتا۔ اِدھر سے بات سنی اُدھر سے بات سنی، تجسّس والی طبیعت ہے شوق پیدا ہوا کہ مزید معلومات لو اور اَدھ پچدّی جو معلومات ملتی ہیں ان کو فوراً اپنے پاس سے حاشیہ آرائی کر کے اُچھالا جاتا ہے۔ تو جب کسی کے بارہ میں باتیں کی جاتی ہیں اور انہیں اُچھالا جاتا ہے تو بیچارے کی زندگی اجیرن ہوئی ہوتی ہے کیونکہ اس ماحول میں اس کو دیکھنے والا ہر شخص ایسی نظر سے دیکھ رہا ہوتا ہے جیسے وہ بہت بڑا گنہگار انسان ہے۔ وہ چھپتا پھرتا ہے۔ بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ ایک ایسا گناہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ہر احمدی کو اس سے بچنا چاہیے۔“

(خطبہ جمعہ 5 فروری 2010ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ رکھے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین

(کمپوزڈ: عطیۃ العلیم۔ ہالینڈ)